استقامت

قسط نمبر 2

مولانا
محمد منشاء کاشف
فیصل آباد

اسلام کا ابتدائی دور اسلام' ہادی اسلام اور جانثاران اسلام کے لئے بڑا کٹھن' روح فرسا' اور آزمائشی دور تھا۔ قدم قدم پر مصائب و آلام کے کانٹوں اور ظلم و ستم کے نوکیلے پتھروں اور مصیبتوں و اذیتوں کے آتش فشاں پہاڑوں کا سامنا کرنا پڑا۔ امام الانبیاء و المرسلین علیہ الصلوۃ رب العالمین پر ڈھائے گئے مظالم اگر دہرائے جائیں تو بدن کا رؤاں رواں کھڑا ہو جاتا ہے۔ کان سننے کا یارا نہیں رکھتے۔ جسم و روح پژمردہ و بے جان ہو جاتے ہیں اور آپؐ کا ارشاد حرف بہ حرف صادق آ جاتا ہے کہ:

ولقد اوذیت فی اللہ و ما یوذی احد۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جتنی ایذائیں اور تکلیفیں مجھے پہنچی ہیں اتنی کسی نبی کو نہیں پہنچیں۔ (مشکوۃ شریف)

نمونہ استقامت

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا صبرو استقلال ملاحظہ ہو۔ ہم آپؐ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں آپؐ کے صبرو استقلال کی بے نظیر مثالیں ملتی ہیں۔ جاہل عربوں میں آپؐ تن تنہا اللہ عزو جل کا پیغام سنانے کھڑے ہوتے ہیں چھوٹے بڑے سب ہی آپؐ کے جانی دشمن ہو جاتے ہیں۔ طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کرتے ہیں۔ مگر آپ کسی اذیت اور مصیبت کو خاطر میں نہیں لاتے۔ مکی زندگی میں متواتر تیرہ سال تکلیفیں اٹھانے کے بعد بھی آپؐ نے خدا کی رحمت سے مایوسی کا ذرہ برابر اظہار نہ کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاء وا بالبینت و الذبر

والکتب المنیر۔ (پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت ۱۸۴)

ترجمہ :۔ پھر بھی یہ لوگ تجھے جھٹلائیں تو تجھ سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے گئے ہیں جو روشن دلیل صحیفے اور منور کتاب لے کر آئے۔

اللہ تعالی اپنے نبی کو تسلی دیتا ہے کہ ان کے جھٹلانے سے آپ تنگدل اور غمناک نہ ہوں کے اولوالعزم پیغمبروں کے واقعات کو اپنے لئے باعث تسلی بنائیں۔

اور ایک جگہ پر اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

ولقد کذبت رسول من قبلک فصبروا۔۔۔ الخ۔

(سورہ الانعام رکوع ۴)

ترجمہ :۔ اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کی بھی تکذیب کی جا چکی ہے انہوں نے اس پر صبر ہی کیا کہ ان کی تکذیب کی گئی اور ان کو ایذائیں پہنچائی گئیں یہاں تک کہ ہماری امداد ان کو پہنچی۔

بندگان خدا میں سے جس کو خدائے تعالی کا قرب جس قدر حاصل ہوتا ہے اسی نسبت سے وہ بلایا و مصائب کی بھٹی میں زیادہ تپایا جاتا ہے اور جب وہ ان کے پیش آنے پر صبرو استقامت سے کام لیتا ہے تو وہی مصائب اس کے درجات تقرب کی رفعت و بلندی کا سبب بن جاتے ہیں۔ چنانچہ اس مضمون کو نبی اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الصالحون ثم الامثل فالامثل۔ (الحدیث)

ترجمہ :۔ مصائب میں سے سب سے زیادہ سخت امتحان انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے اس کے بعد صلحا کا نمبر ہے اور پھر حسب مراتب و درجات۔

(ابن کثیر ج ۳ ص ۱۸۸)

ایک اور حدیث میں:

قال النبی ﷺ یبتلی الرجل علی قدر دینہ فان کان فی دینہ صلابۃ زید فی بلائہ۔ (ایضا)

ترجمہ :۔ انسان اپنے دین کے درجات کے مناسب آزمایا جاتا ہے پس اگر اس کے دین میں پختگی اور مضبوطی ہے تو وہ مصیبت کی آزمائش میں بھی دوسروں سے زیادہ ہو گا۔ (قصص القرآن جلد دوم ص ۱۹۴)

تشریح :۔ انسان کو چاہئے کہ کسی حالت میں بھی خدائے تعالی کی رحمت سے نا امید نہ ہو اس لئے کہ قنوطیت کفر کا شیوہ ہے۔ اور یہ نہ سمجھے کہ مصیبت و بلا محض گناہوں کی پاداش ہی میں وجود پذیر ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات آزمائش اور امتحان بن کر آتی ہے اور صابر و شاکر کے لئے اللہ تعالی کی آغوش رحمت وا کرتی ہے۔

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے۔ انا عند ظن عبدی بی میں پانے بندہ کے گمان سے قریب ہوں یعنی بندہ میرے متعلق جس قسم کا گمان اپنے قلب میں رکھتا ہے ان کے گمان کو پورا کر دیتا ہوں۔

طائف میں دشمنوں نے آپ پر سنگ باری کی آپؐ پر پتھر برسائے آپؐ خون میں نہا گئے۔ اس موقع پر فرشتہ حاضر ہو کر دریافت کرتا ہے کہ حکم ہو تو ان پر پہاڑ الٹ دیا جائے؟ ارشاد ہوا نہیں ! شاید ان کی نسل سے کوئی اللہ تعالی پر ایمان لانے والا پیدا ہو جائے تو اللہ تبارک و تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین من قبلکم ---- الخ۔ (پارہ ۲ سورہ البقرہ آیت ۲، ۴)

ترجمہ :۔ کیا تم یہ گمان کئے بیٹھے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ حالانکہ اب تک تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے لوگوں پر آئے تھے۔ انہیں

بیماریاں اور مصیبتیں پہنچیں اور وہ جھنجھوڑے گئے۔ یہاں تک کہ رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان دار کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ خبردار کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔

تشریح :۔ یہ آیت جنگ احزاب کے دنوں میں جس کو جنگ خندق بھی کہتے ہیں تین دن کے فاقوں کی تکلیف مہینہ بھر تک دشمنوں کے محاصرے کی تکلیف' جاڑا اور مہاوٹ کے موسم میں مہینہ بھر تک جنگل میں بلا سایہ پڑے رہنے کی تکلیف اس قسم کی تکالیف سے جب مسلمان بہت ہراساں ہو گئے تو اللہ تعالی نے ان کی تسکین کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

شہنشاہ دوجہاں آیت ہذا میں یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ صرف ایمان لانے کو ہی تم دخول جنت کا سبب نہ سمجھو۔ ایمان لانے کے بعد ہم آزمائش اور امتحان ابتلاء و آلام مصائب و نقص اموال وغیرہ سے تمہارے ایمان کی پختگی دیکھیں گے۔ اگر تم اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تب جانو کہ واقعی تم جنت کے قابل ہو گئے۔ اس سے قبل جنت کی آرزوئیں ٹھیک نہیں۔ بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

حفت الجنة بالمکارہ و حفت النار بالشهوات

ترجمہ :۔ کہ جنت مصائب و آلام دکھ درد' رنج و تکالیف سے گھیر دی گئی ہے اور جہنم کو خواہشات کے ساتھ گھیرا گیا ہے۔ (تفسیر ستاری پارہ ۲ ص ۱۹۴)

ابن کثیر میں ایک حدیث ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے خدمت نبوی ؐ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری امداد کی دعا نہیں کرتے؟ آپ ؐ نے فرمایا بس ابھی سے گھبرا اٹھے۔ سنو تم سے پہلے موحدوں کو پکڑ کر ان کے سروں پر آرے رکھ دیئے جاتے تھے اور چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے لیکن پھر بھی وہ توحید و سنت یعنی دین اسلام پر قائم رہتے' لوہے کی کنگیوں سے ان کے گوشت پوست نوچے جاتے تھے لیکن انہوں نے دین

الٰہی پر استقامت کو نہیں چھوڑا۔ خدا کی قسم اس میرے دین کو تو میرا رب اس قدر پھیلائے گا اور پورا کرے گا کہ صنعاء سے حضر موت تک بلا خوف و خطر ایک ایک سوار سفر کرنے لگے گا اسے سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کا خوف نہیں ہو گا۔ مکہ میں قریش کے بڑے بڑے سردار جب ہر قسم کی تدبیر و چال سے تھک گئے تو انہوں نے آپ کے سامنے حکومت کا تخت زرو جواہر کا خزانہ اور حسن کی دولت پیش کی۔ ان میں سے ہر چیز بہادر سے بہادر انسان کے قدم ڈگمگانے کے لئے کافی تھی۔ لیکن آپ نے انتہائی حقارت سے یہ چیزیں ٹھکرا دیں اس پر بھی حضور اکرمؐ نہ مانے تو انہوں نے مکہ دارالندوہ میں مجلس شوریٰ قائم کی اور اس میں حضور کے متعلق مشورہ کیا۔ ان کے مشورہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں ذکر کیا ہے۔ فرمایا:

و اذ یمکربک الذین کفروا لیثبتوک لو یقتلوک لو یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ و اللہ خیر الماکرین۔ (سورہ الانفال آیت ۳۰)

ترجمہ :۔ اور جب کہ کافر لوگ آپ کی نسبت بڑی بڑی تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آیا آپ کو قید کر لیں یا آپ کو قتل کر ڈالیں یا آپ کو خارج وطن کر دیں اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

و لا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظلمون انما یوخرھم لیوم تشخص فیہ الابصار۔ (سورہ ابراہیم آیت ۴۲)

ترجمہ :۔ اور (اے پیغمبر اللہ کو ان کاموں سے بے خبر نہ خیال کیجئے جو ظلم کر رہے ہیں وہ تو ان کو اس دن تک مہلت دے رہا ہے جب آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔

اس میں تسلی ہے نبی اکرم ﷺ کو اور اعلام ہے مشرکین کو کہ تاخیر عذاب کی ان سے کچھ اس لئے نہیں ہے کہ ان کے افعال پسندیدہ ہیں بلکہ اللہ

کی عادت ہے کہ وہ بڑے بڑے گنہگاروں کو ڈھیل دیتا ہے تاکہ اپنے جرائم سے باز آجائیں یا ارتکاب جرائم اس حد پر پہنچ جائیں کہ قانونی حیثیت سے اس کے مستحق سزا ہونے میں کسی طرح کا کوئی عذر و دقیقہ باقی نہ رہے۔ پھر فرمایا ایسے ظالموں کی آنکھیں قیامت کے ہول و دہشت سے پھٹی کی پھٹ رہ جائیں گی۔ ان کے دل عقل و فہم سے خالی ہو جائیں گے اور دل اپنی جگہ سے ہٹ کر حلقوں میں اٹک جائیں گے۔

اذا القلوب لدی الحناجر کاظمین۔

حضور کے قتل کا منصوبہ

کافروں نے مشورہ کیا اور ان میں سے بعض نے یہ مشورہ دیا کہ آپ کو قید خانہ میں بند کر دیا جائے یہ تو جیل خانے میں جا کر لوگوں کو خراب کرے گا اور ہمارے دین سے ہٹائے گا' کسی نے کہا اس کو جلاوطن کر دو اور کہا وہاں جا کر اپنی جماعت بنائے یہ مشورہ بھی مسترد کر دیا گیا' لوگوں نے کہا کہ تم عجیب لوگ ہو کہ اپنی خیرخواہی کرتے ہو اور دوسرے شہر و ملک والوں کے بد خواہی کرتے ہو وہ ان کو جا کر بہکا دے اور ہمارے رستے سے ہٹا دے گا۔ تیسرا مشورہ یہ ہوا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ میاں ! نہ بانس ہو گا اور نہ ہی بانسری بجے گی۔ چنانچہ اس رائے پر سب متفق ہو گئے اور آپ کو قتل کرنے کی تاک میں بیٹھ گئے۔

حضور اکرم ﷺ کا دولت کدہ محاصرے میں لے لیا گیا چاروں طرف فوج کا پہرہ لگا دیا گیا کہ یہ محمد جب بھی یہاں سے نکلے تو فوراً قتل کر دو۔ لیکن اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ حضور اکرم ﷺ صبح دم بڑے آرام سے ہجرت فرما گئے۔ اور دشمنوں کو کان پڑی بھی خبر نہ ہوئی یہ جو کچھ بھی ہوا صبر و استقامت ہی کی بدولت ہوا۔

جنگ بدر میں تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمان ایک ہزار فوج کے مقابلے پر تھے کفار قریش اپنی کثرت اور قوت و طاقت پر مغرور تھے اس وقت مسلمانوں

کا یہ عالم تھا کہ وہ سمٹ کر حضور اکرم ﷺ کے پہلو میں آ جاتے مگر حضور ﷺ پہاڑ کی طرح پر اپنی جگہ پر قائم رہے۔

ایک دفعہ آپؐ سفر میں تنہا کسی درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ ایک کافر آیا اسی حالت میں تلوار کھینچ کر بولا محمد اب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے نہایت صبر و استقامت اور اطمینان سے جواب میں فرمایا اللہ اس استقلال و صبر کا اثر کافر پر یہ پڑا کہ وہ کانپ گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ کسی نے صبر واستقلال کے بارے میں کیا خوب کیا ہے ۔

صبر و استقلال است علاج دل بیمار تو واقف
افسوس کہ کم داری و بسیار ضرورت است

رب العالمین کی تلقین صبر و استقامت قرآن میں ہے:

فاصبر کما صبرا اولوالعزم من الرسل ولا یستعجل لھم کانھم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعة من نہار بلغ فھل یھلک الا القوم الفسقون۔ (سورہ احقاف کی آخری آیت)

ترجمہ :۔ تو آپ صبر کیجئے جیسے اور اہمیت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا اور ان لوگوں کے لئے انتقام الٰہی کی جلدی نہ کیجئے اور جس روز یہ لوگ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو گویا یہ لوگ دن بھر میں ایک گھڑی رہے ہیں پہنچا دینا ہے سو وہی برباد ہوں گے جو نافرمانی کریں گے۔

تشریح :۔ اولوالعزم سے محققین نے سب پیغمبر مراد لئے ہیں۔ کیونکہ سب کا اہل عزم و ہمت ہونا ظاہر ہے اور من الرسول میں کلمہ من بیانیہ ہے اور چونکہ حسب ارشاد فضلنا بعضھم علی بعض بعض اس صفت میں بعض رسل علیہ الصلوۃ و السلام اوروں سے بڑھے ہوئے ہیں اس بنا پر یہ لقب بعض رسل کا بھی مشہور گیا ہے۔ جیسا کہ اعلام غالبہ ہوتا ہے کہ ۔ آیت ہذا میں اللہ تعالی نے صبر کی تلقین فرمائی۔ اس وجہ سے حضور اکرم کو ہر طریقہ سے تکلیفیں دی گئیں۔

زبان سے بھی برا بھلا کہا گیا۔ کوئی صابی کا لقب دیتا ہے' کوئی لامذہب' کوئی فسادی' کوئی ساحر جادوگر' کوئی مقطوع النسل کوئی کچھ اور کوئی کچھ نام دھرتا ہے۔ اللہ تعالی نے آپ کو اس کے بارے میں تلقین فرمائی کہ واصبر علی ما یقولون و اہجرھم ہجر جمیلا۔ اور یہ لوگ جو کچھ یہ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کیجئے اور ان کو بڑی وضعداری سے نظر انداز کر دیئے۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ :

ان شانئک ھو الابتر۔

ترجمہ :۔ اے محمد ﷺ آپ کسی بات کو خاطر میں نہ لائے۔ آپ صرف خدا کی عبادت کرتے جائیں یقیناً آپ کا دشمن ہی ذلیل و مقطوع النسل ہے۔

مشرکین آپ کو دیوانہ بھی کہتے تھے تو اللہ تعالی نے سورہ قلم میں ارشاد فرمایا کر تسلی دی اے میرے پیغمبر غمگین نہ ہوں صبر کریں ان کے دیوانہ کہنے سے آپ کا اجر بڑھتا ہے بھلا جس کا مرتبہ اللہ کے ہاں اتنا بڑا ہو کہ سید الرسل امام الانبیاء اور سب سے افضل ہو اس کو چند احمقوں کے دیوانہ کہنے کی کوئی پرواہ نہ کرنی چاہئے۔

حضور اکرم کعبہ میں خدا کی عبادت اور ریاضت میں مشغول ہیں جب سجدے میں جاتے ہیں تو دشمنان اسلام آپ کی پیٹھ پر اوجری رکھ دیتے ہیں۔ آپؐ سجدے میں رہتے ہیں اور صبرو استقامت سے کام لیتے ہیں تو حضرت فاطمہؓ کو اطلاع ملتی ہے کہ تمہارے بابا جان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے آپ تشریف لا کر ہٹاتی ہیں جب آپ قیام میں مصروف ہوتے ہیں تو آپ کے گلے میں رسی اور کپڑا ڈال دیا جاتا ہے تاکہ آپؐ اللہ کی عبادت سے باز رہیں لیکن آپ ﷺ اسی حالت کو پسند کرتے ہیں نماز توڑتے نہیں ہیں۔ حضرت ابو بکر نے ہاں پہنچ کر عقبہ ابی معیط کو کندھے سے پکڑ کر نبی اکرم ﷺ سے ہٹایا اور

فرمانے لگے۔

اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ۔

ترجمہ :۔ یہ کہ تم ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہئے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ (پارہ ۱۵' نصرہ الباری شرح صحیح البخاری ص ۵۴ باب مناقب' البدائیہ والنھایہ جلد ۳)

اللہ تعالی آپ کو تسلی و تشفی دیتا ہے کہ :

لا تطعہ واسجدو اقترب۔ (سورۃ العلق)

ترجمہ :۔ اس کا کہا مت مانو خدا کے سامنے سجدہ ریز ہو اور اس کا قرب حاصل کرو۔

تشریح :۔ ایک دفعہ ابو جہل حضرت محمد ﷺ کو نماز میں دیکھ کر چلا کہ بے ادبی کرے وہاں نہ پہنچا تھا کہ چپکا لگا پہروں کا ڈر کر الٹے پاؤں پھرا پھر بھی یہ خیال نہ آیا معلوم ہوا کہ سجدہ میں بندہ اللہ کے نزدیک ہوتا ہے۔ مشکوۃ ص ۵۱۶ میں حدیث ہے کہ لوگوں نے ابو جہل سے پوچھا کہ تو اس طرح الٹا واپس کیوں لوٹا اس نے جواب دیا کہ میرے اور محمد کے درمیان ایک خندق آگ بھری ہوئی نظر آئی اور وہ آگ میری طرف حملہ کر رہی تھی۔ نبی ﷺ نے فرمایا اگر یہ میرے قریب آجاتا تو فرشتے اس کو بوٹی بوٹی کر دیتے۔ (جامع صفحہ ۵۱۸)

پھر فرمایا اے میرے بندے اس مردود کی پرواہ بھی نہ کرنا اپنے رب کی عبادت ریاضت چاپلوسی میں لگے رہنا۔ اللہ تعالی خود تمہارا محافظ اور مددگار ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا سجدہ کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت قریب ہو جاتا ہے۔ خوب سجدہ میں دعائیں مانگو ممکن ہے اللہ تعالی تمہاری سجدوں کی دعائیں قبول فرمالے۔

ایک اور جگہ تلقین ہے :

ولربک فاصبر۔

جب آپ سارے کام خدا کی خوشنودی اور رضا مندی کے لئے کر ہے تو صبر و استقلال بھی اس کے لئے کیجئے۔

استقامت کا معیار

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما يعلم الله الذين جهدوا منكم و يعلم الصبرين۔ (آل عمران آیت ۱۴۲)

ترجمہ :۔ کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ اب تک اللہ تعالی کو یہ معلوم ہے کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبر کرنے والے کون ہیں۔

تشریح :۔ اللہ تعالی نے فرمایا ان مصیبتوں کا' ان زلزلوں اور ان آزمائشوں کے بغیر جنت میں کوئی نہیں جا سکتا جیسے سورہ بقرہ آیت ۲۱۴ میں ہے۔

ام حسبتم ان تدخلوا الجنه و لما ياتكم مثل الذين خلوا من قبلكم --- الخ۔

ترجمہ :۔ کیا تم جانتے ہو کہ تم سے پہلے لوگوں کی جیسی آزمائش ہوئی ایسی تمہاری ہو اور تم جنت میں چلے جاؤ -۔ الخ یہ نہیں ہوگا۔ سورہ عنکوت میں ارشاد باری تعالی ہے۔

الم ○ ام حسب الناس ان يتركوا ان يقولوا امنا وهم لا يفتنون - - - - الخ۔

ترجمہ :۔ کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم ان کے حرف آمنا کہنے پر ہی انہیں چھوڑ دیں گے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی ہم ان سے پہلے لوگوں کی بھی آزمائش کی تھی۔۔۔ الخ۔

یہاں بھی یہی فرمان ہے کہ جب تک صبر کرنے والے معلوم نہ ہو جائیں یعنی دنیا پر ظہور میں نہ آجائیں تب تک جنت نہیں مل سکتی' امتحان میں کامیابی کے بعد ہی جنت مل سکتی ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے :

و من الناس من یشتری نفسه ابتاء مرضات الله والله رؤف بالعباد۔
(پارہ ۲ سورہ البقرہ آیت ۲۰۷)

ترجمہ :۔ اور لوگوں میں سے بعض وہ شخص ہیں جو بیچ ڈالتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضا مندی کی جستجو میں اور اللہ تعالی شفقت کرنے والے ہے ساتھ اپنے بندوں کے۔

تشریح :۔ یہ آیت اخنس بن شریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئی یہ ایک منافق شخص تھا ظاہر میں مسلمان اور باطن میں مخالف، حضرت ابن عباسؓ کا فرمان ہے کہ ان تمام منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت خبیب اور ان کے ساتھیوں کی برائیاں بیان کی تھی جو رجیع میں شہید ہوگئے تھے تو ان شہدا کی تعریف میں آیت "ومن الناس من یشتری -- الخ" اتری منافقین کی مذمت کے بارے میں آیت "و من الناس من یعجبک قولہ -- " نازل ہوئی۔

حضورؐ کے اخلاق کا نمونہ

آپ کو راستے میں طرح طرح کی آفات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں۔ آپؐ پر کوڑا کرکٹ ڈالا جاتا ہے۔ آپؐ کے راستے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن قربان ہو جاؤں اس ذات کے کہ اس نے ان اذیتوں کی کبھی پرواہ تک نہیں کی ایک روز آپ کسی گلی کوچے سے تشریف لے جا رہے ہیں تو اوپر سے ایک بوڑھی عورت آپؐ کو گالیاں دے رہی ہے۔ آپؐ پر کوڑا کرکٹ ڈال رہی ہے۔ لیکن آپ نہایت صبر و استقلال سے اپنا راستہ طے فرما رہے ہیں۔ ایک بار پھر اسی مقام سے آپ کا گزر ہوا آپ نے دیکھا کہ وہ بوڑھی عورت نظر نہیں آ رہی۔ اس بیچاری کو کیا ہوا ہے ؟ معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے۔ آپؐ فوراً مزاج پرسی کے لئے اس کے مکان پر تشریف لے گئے ---۔ اور طبیعت وغیرہ پوچھی وہ بوڑھی عورت حیران رہ گئی کہ اس کا کتنا

بہترین خلق ہے اور کتنا صبر و استقلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مزید تلقین فرمائی۔

واصبر صبرا جمیلا۔

ترجمہ :۔ آپ بہترین صبر و استقلال سے کام کیجئے۔

غزوہ احد اسلامی معرکوں میں سے ایک عظیم اور مشہور معرکہ ہے جو سب سے پہلے غزوہ بدر کے بعد دوسرا غزوہ ہے۔ اس غزوہ میں غزوہ بدر کی نسبت مسلمانوں کی کچھ قوت زیادہ تھی مسلمان جانفشانی سے لڑ رہے تھے۔ ۔ جس کی بدولت اللہ نے ان کو فتح دی۔ چند صحابہ کرامؓ کے قصور کی وجہ سے دشمن دوبارہ حملہ آور ہوئے فتح شکست میں بدل گئی اور مسلمان کافی نقصان سے دوچار ہوئے اور انہیں پچھتاوا اٹھانا پڑا۔ اس جنگ میں ہمارے نبی اقدس کے بھی کئی زخم آئے اور کچھ سامنے کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے۔ علاوہ ازیں اس میں حضرت امیرحمزہ حضورؐ کے چچا بھی شہید ہوئے ان کو بڑی بے دردی سے کافروں نے مارا۔ ان کی شہادت کا قصہ بڑا دردناک اور دل سوز تھا۔ اس منظر کی حضور تاب نہ لاسکے اور طیش میں آ کر فرمایا۔ خدا کی قسم میں اپنے چچا امیر حمزہ کے بدلے کفار کے ستر آدمی قتل کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فوراً یہ آیات نازل فرمائیں :

و ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به و لئن صبرتم لهو خير للصابرين۔ و اصبروا و ما صبرت الا بالله و لا تهزن عليهم ولا تک فی ضيق مما يمكرون۔ (سورہ النحل آیت ۱۲۶:۱۲۷)

ترجمہ :۔ اے پیارے حبیب رحمتہ للعالمین اگر آپؐ بدلے کے خواہش مند ہیں تو اتنا ہی بدلہ لیں جتنا انہوں نے کیا ہے اور اگر آپؐ صبر کریں تو یہ صبر کرنے والے کیلئے بہتر ہے اور آپ تو صبر ہی کیجئے۔ کیونکہ آپ کا صبر و استقلال صرف خداند قدوس ہی کے لئے ہے۔ آپ غمزدہ نہ ہوئے اور ان کی تدبیر و چال سے

اپنے کو مایوس نہ کیجئے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا۔۔۔۔ الخ۔

ترجمہ :۔ بہت سے اللہ والے لوگ کئی نبیوں کے ساتھ ہو کر لڑتے رہے پھر نہ تو وہ خدا کی راہ میں تکلیف پہنچنے سے ہارے اور نہ ہی ست ہوئے اور نہ دشمنوں سے دبے (اور وہ اس ثابت قدمی اور صبر وستقلال کا اجر پائیں گے) اللہ صابروں سے محبت کرتا ہے۔

حضورؐ کے صحابہؓ کی استقامت کا نمونہ

نیک لوگ کسی بھی زمانے اور وقت میں ہوں ان کو دشمنان حق قسم قسم کے مصائب و آلام سے دوچار کرتے ۔ انبیاء تو انبیاء ان کی امتیں بھی ان سے بچ نہ سکیں۔ خاص طور ہمارے نبی رحمت آخر الزمان کی امت مطہرہ کو طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں۔ چنانچہ شروع شروع اسلام کا دور ہے لوگ جوق در جوق مسلمان ہو رہے ہیں۔ اسی اثناء سیدنا ابوبکر صدیقؓ، حضرت بلال حبشیؓ، حضرت صہیب رومیؓ، حضرت عمارؓ، حضرت یاسرؓ، حضرت سمیہؓ وغیرہ اسلام سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ ان کے اسلام لانے پر کافر غضبناک ہو کر جوش انتقام میں آ کر ان اصحاب کو بری طرح پریشان کرتے ہیں اور انہیں ہیبت نک سزائیں دیتے ہیں۔ چنانچہ ان اصحاب کو اسلام لانے کی سزا دی گئی۔ ان جانثاران اسلام کو بھی تقریبا انہیں مظالم سے دوچار ہونا پڑا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے خطیب امت ہیں

ایک دن عاشق النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں نہایت عاجزی و انکساری سے درخواست گزاری کہ یا رسول اللہ ہم ان کفاروں کے مظالم کی وجہ سے کب تک چھپے رہیں گے؟ چلئے باہر چل کر علی

الاعلان تبلیغ دین متین کریں۔ آپ نے فرمایا۔ "یا ابو بکر انا قلیل" اے ابوبکرؓ ابھی ہم تھوڑے ہیں۔ (کل ۳۸ افراد ہیں ہمارا باہر نکلنا خطرے سے خالی نہیں لیکن صدیق اکبرؓ نے اصرار کیا بالآخر رسول اللہ ﷺ مع اپنے ساتھیوں کے باہر نکلے اور بیت اللہ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے تمام جانثار اپنے اپنے قبیلہ کے افراد میں پھیل گئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ آپ ہی کے پاس تشریف فرما تھے اس اعتبار سے حضرت ابوبکرؓ اس امت کے سب سے پہلے خطیب ہیں جنہوں نے علی الاعلان لوگوں کو اللہ اور رسول کی طرف بلایا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ دینا تھا کہ تمام مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں بری طرح مارا پیٹا۔ کئی دوسرے کافروں اور عتبہ بن ربیعہ کافر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تو بہت مارا اس کافر نے تو ان کے منہ پر جوتیوں کی بوچھاڑ کر دی اور ان کے پیٹ پر خوب اچھلا۔ ابو بکرؓ کے چہرے کی یہ حالت ہو گئی وہ پہچان میں نہیں آ رہے تھے۔ قبیلہ بنو تیم کے کچھ لوگ درمیان میں آ گئے اور انہوں نے ابوبکر کو کافروں سے چھڑا کر ایک کپڑے میں ڈال کر ان کے گھر پہنچایا۔ حضرت ابوبکر کی حالت دیکھ کر ان کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ اب نہیں بچیں گے۔ اس لئے بنو تیم کے لوگوں نے بیت اللہ میں آ کر واشگاف الفاظ میں اعلان کر دیا کہ اگر ابوبکر ختم ہو گئے تو خدا کی قسم ان کے قاتل عتبہ بن ربیعہ کو ہم قتل کر ڈالیں گے۔ یہ اعلان کر کے پھر ابوبکر کے گھر میں آئے ابو قحافہ (صدیق اکبرؓ کے والد) اور بنو تیم کے یہ لوگ صدیق اکبرؓ کو آواز دیتے رہے لیکن وہ بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ بالآخر شام کے وقت انہیں ہوش آیا ہوش میں آتے ہی انہوں نے سب سے پہلے یہ سوال کیا ما فعل رسول اللہ ﷺ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں صحیح اطلاع پہنچاتے الٹا ابوبکر صدیقؓ کو برا بھلا کہتے

ہوئے اور لعن طعن کرتے ہوئے (کہ اس کو اپنی جان کی فکر نہیں ہے اپنے ہادی رسول کے بارے میں معلوم کر رہا ہے) اور ان کی ماں ام الخیر سے یہ کہتے ہوئے واپس چلے گئے کہ ان کے کھانے پینے کا دھیان رکھنا۔ جب یہ لوگ چلے گئے تو صدیق اکبرؓ نے اپنی والدہ سے نہایت لجاجت سے پھر عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ والدہ کہنے لگیں خدا کی قسم مجھے تمہارے ساتھی محمدؐ کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔ صدیق اکبرؓ نے عرض کیا۔ اماں تم ام الجمیل بنت الخطاب کے پاس جاؤ اور ان سے حضور اکرم ﷺ کے متعلق معلوم کرکے آؤ۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ ام جمیل کے پاس گئیں اور عرض کیا۔ ان ابابکر یساء لک عن محمد بن عبداللہ ابوبکر نے محمد بن عبداللہ کے متعلق تم سے معلوم کرایا ہے۔ (ام جمیل نے محض اس خیال سے حضور کے ٹھکانے کے متعلق کہیں علم نہ ہوجائے اور وہ آپ کو بھی کہیں دکھ نہ پہنچائیں) کہا میں نہیں جانتی کہ ابوبکرؓ اور محمد بن عبداللہ ﷺ کون لوگ ہیں۔ ہاں اگر تم کو ناگوار خاطر نہ ہو ــــــــ تو مجھے اپنے بیٹے کے پاس لے چلو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں چلو۔ ام جمیل صدیق اکبرؓ کی والدہ صاحبہ کے ساتھ گئیں وہاں پہنچ کر کیا دیکھتی ہیں کہ صدیق اکبرؓ کی حالت تو بہت ہی دگرگوں اور تشویشناک ہے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر ام جمیل سے نہ رہا گیا اور چیخ اٹھیں کہ اے ابوبکر تمہاری قوم کے کافروں اور فاسقوں نے تمہاری یہ حالت کر دی مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ضرور بدلہ لے گا۔ ابوبکر نے چھٹتے ہی سوال کیا کہ رسول اکرم ﷺ کا کیا حال ہے؟

ام جمیل نے کہا میں بتلا دوں لیکن تمہاری والدہ جو کہ ابھی تک کافرہ ہیں وہ سن رہی ہیں۔ صدیق اکبر نے کہا کوئی حرج نہیں تم بتلاؤ ام جمیل نے کہا بحمد للہ صحیح سالم ہیں صدیق اکبرؓ نے پوچھا آپؐ اس وقت کہاں ہیں؟ ام جمیل نے جواب دیا آپ زید بن ارقم کے گھر میں ہیں۔ صدیق اکبرؓ نے کہا یا تو تم مجھے

رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا دو ورنہ خدا کی قسم میں نہ تو کھانا کھاؤں گا اور نہ ہی پانی وغیرہ پیوں گا۔ انہوں نے کہا گھبراؤ نہیں ہم تمہیں ضرور حضور کے پاس پہنچا دیں گے۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا اور گلیوں میں لوگوں کی آمد و رفت کم ہو گئی تو ام جمیل اور صدیق اکبر کی والدہ ام الخیر انہیں سہارا دیتی ہوئی حضور اکرم ﷺ کے پاس لے گئیں۔ صدیق اکبر کو دیکھتے ہی حضور اکرم ﷺ اور مسلمان ان پر جھک پڑے اور آپؐ نے ان کا بوسہ لیا۔ ان کی حالت دیکھ کر آپؐ کا دل بھر آیا۔ ابوبکر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں الحمد للہ میں ٹھیک ہوں ہاں البتہ فاسق (عتبہ بن ربیعہ) نے میرے چہرے کی جو حالت بنائی ہے (بس اسی کی تکلیف ہے۔ میری آپؐ سے ایک درخواست ہے کہ) اور یہ میرا بہت ہی خیال رکھتی ہیں۔ اللہ تعالی نے آپؐ کو مبارک بنایا اور رحمتہ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ سے میری درخواست ہے کہ آپؐ ان کو اللہ کی طرف بلائیں اور ان کے حق میں دعا فرمائیں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی آپؐ کی دعا سے انہیں جہنم کی آگ سے بچا دے۔

حضور اکرم ﷺ نے صدیق اکبرؓ کی والدہ ام الخیر کو دعوت الہی دی اور ان کے حق میں دعا فرمائی۔ بحمد للہ وہ اسی وقت مسلمان ہو گئیں۔

(البدائیہ والنہایہ جلد ۳)

الغرض اسی طرح جانثاران اسلام میں سے کسی کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں کسی کو مار مار کر ادھا موا کر دیا گیا۔ کسی کو بھوکا پیاسا مارا گیا۔ کسی کو مکہ مکرمہ کی پتھریلی زمین پر سخت گرمیوں میں برہنہ کرکے لٹا دیا گیا اور پھر اوپر سے اس کے سینے پر بڑا وزنی پتھر رکھ کر وحشیانہ اذیتیں پہنچائی گئیں، کسی کو آگ میں سرخ کردہ لوہے کی سلاخوں سے داغا گیا۔ کسی کو جلایا گیا اور ان میں سے کسی کے ماں باپ بیٹے تینوں کو جکڑ کر اونٹ کی دم سے باندھ دیا گیا اور پھر

اس اونٹ کی نکیل بچوں، اوباش قسم کے نوجوانوں کے ہاتھوں میں دے دی گئی اور وہ مکہ کی سنگلاخ نشیب و فراز والی زمین پر اسے لیکر گھومتے رہے اور ان جانثاروں کا بدن چھلنی چھلنی ہوتا رہا۔ ان میں سے پہلی شہیدہ فی الاسلام حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو مادر زاد برہنہ کرکے ان کی شرمگاہ پر نیزہ مار کر انہیں شہید کر دیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

انتہا تو یہ کہ اتنے شدید مصائب و مظالم پہنچانے کے بعد حضور اکرم ؐ کے سامنے سے گزارتے ہوئے لے جاتے ہیں جب یہ اصحاب حضور ؐ کے سامنے سے گزرتے تو آپؐ سے مدد طلب کرتے ہیں تو ان کے جواب میں حضور اکرم ﷺ ان کو یہ تعلیم و تلقین فرماتے ہیں کہ :

الصبر فلکم الجنۃ

ترجمہ :۔ اے میرے صحابہ صبر کرو اس کا بدلہ تمہارے لئے جنت ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالی نے فرمایا :

فاصبر ان وعداللہ حق۔

ترجمہ :۔ اے محمد صلعم آپؐ صبر کیجئے اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ اسی صبرو استقامت کی بدولت فلاح و کامرانی عطا فرمائے گا۔ تاریخ اسلام میں صلح حدیبیہ کا ایک مشہور واقعہ ہے۔ اس واقع میں ایفائے عہد او صبر و استقامت کی عظیم الشان مثالیں ملتی ہیں۔ اس معاہدہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو مسلمان مکہ سے مدینہ جائے گا اسے مسلمان واپس کریں گے۔ ابھی یہ معاہدہ لکھا ہی گیا تھا کہ ایک صحابی حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں زخموں سے تمام بدن چھلنی چھلنی ہو رہا ہے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگی ہیں اور پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں وہ کافروں کی قید سے بھاگ کر آئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ سے فریاد کرنے لگے کہ مجھے کفاروں کے ظلم و ستم سے بچائے آپؐ نے کافروں سے انہیں چھوڑ دینے کے لئے کہا مگر وہ نہ مانے۔ آپؐ نے ابوجندلؓ

سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابو جندلؓ صبر کرو اللہ تمہارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے آسانی پیدا کر دے گا۔ ہم معاہدہ کر چکے ہیں اب اس کے خلاف نہیں کریں گے۔

آزمائش میں تسلیم و رضا

قال النبی ﷺ ان عظم الجزاء مع عظم البلاء و ان اللہ تعالی اذا احب قوما ابتلاھم فمن رضی فلہ الرضی و من سخط فلہ السخط۔

(ترمذی؛ عن انس)

ترجمہ:۔ نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ آزمائش جتنی ہو گی اتنا ہی بڑا انعام ملے گا بشرطیکہ آدمی مصیبت سے گھبرا کر راہ حق سے بھاگ نہ کھڑا ہو اور اللہ جب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو ان کو مزید نکھارنے اور صاف کرنے کے لئے آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے:

قال النبی ﷺ من یتصبرہ اللہ وما اعطی احد عطاء خیرا و اوسع من الصبر۔

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا اللہ اس کو صبر دے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔

تشریح:۔ جو شخص آزمائش میں پڑنے پر صبر کرتا ہے تو اس وقت تک صبر نہیں کر سکتا جب تک کہ خدا پر اس کا اعتماد یقین نہ ہو۔ پھر وہ شخص بھی ہرگز صبر نہیں کر سکتا۔ جس کے اندر شکر کی صفت نہ پائی جاتی ہو۔